محمد اسلم رانا کے احوال، آثار اور علمی خدمات کا جائزہ

Review of Muhammad Aslam Rana's biographies and scholarly services

Abrar Ahmad
PhD Scholar Department of Islamic Studies, GC University Faisalabad
Email: abrar8986@gmail.com
Dr. Muhammad Hamid Raza
Assistant Professor Department of Islamic Studies,
GC University Faisalabad, Pakistan
Email: hamid.raza@gcuf.edu.pk

Abstract
Muhammad Aslam Rana is one of the few intelligent people who have left these minute marks in the comparative study of religions. He was an intellectual writer, high-profile researcher and a seasoned critic. He has devoted much of his life to comparative and accountable studies of Christianity and Islam. He has served in his famous works and magazines and magazines in a very effective and heartfelt manner. He successfully tried to provide authentic information about Christianity, Judaism and Hinduism to the contemporary generation through his day-to-day academic journey. He performed the duty of keeping track of the origins of different religions and the perspectives on life, teachings and positions in such a way that the truth of Islam is clear. He presented the reality, teachings, beliefs and ideas of different religions in front of the World of Islam.
Muhammad Aslam Rana has studied these myths for the most important part of his life and has cashed in on the religious literature of Christianity and Judaism. In particular, he composed huge creative material with reference to Christianity. Christians and other religious communities have answered the objections raised by the researchers and creative communities on Islam in a very researchable manner. Those who not only reveal the authenticity of Islam but also get information about other religions, their scholarly and writing services are so numerous that if appreciated by acting dutifully, research work can be done from many dimensions.
Keywords: Christianity, Judaism, Hinduism, comparative study

تمہید

محمد اسلم رانا کا شمار ان چند ذہین وفطین اشخاص میں ہوتا ہے جنہوں نے ادیان سماویہ اور غیر سماویہ کے تقابلی مطالعہ میں ان منٹ نقوش چھوڑے ہیں۔ موصوف ایک دانشور ادیب، اعلی پائے کے محقق اور منجھے ہوئے نقاد تھے۔ انہوں نے اپنی زیست کا زیادہ تر حصہ مسیحیت اور اسلام کے تقابلی اور محاسبی مطالعے میں صرف کیا ہے۔ انہوں نے اپنی مایہ ناز تصانیف اور رسائل وجرائد میں انتہائی موثر اور دل نشین انداز میں خدمات سرانجام دی ہیں۔ موصوف نے اپنی شبانہ

روز علمی تبحر سے عہد حاضر کی نسل نو کو عیسائیت، یہودیت اور ہندومت مذاہب کے بارے میں مستند معلومات فراہم کرنے کی کامیاب سعی کی۔ انہوں نے مختلف مذاہب کی اصلیت مابعد الطبیات اور زندگی کے بارے میں نقطہ نظر تعلیمات و موقف سے اس طرح باخبر رہنے کا فریضہ سر انجام دیا کہ اسلام کی حقانیت واضح ہو۔ انہوں نے خداداد صلاحیتوں سے مختلف مذاہب کی حقیقت، تعلیمات، عقائد و نظریات عبادات و کتب کو عالم اسلام کے سامنے واضح انداز میں پیش کیا۔ انہوں نے واشگاف الفاظ میں کہا ہے کہ دیگر سابقہ مذاہب اس عرض فانی پہ اس لیے اتارے گئے تھے تاکہ ان کے ذریعے اپنے اپنے زمانہ کے لوگوں کی رہنمائی کر سکیں۔ انہیں راہ ہدایت پہ چلا سکیں۔ ہر طرح کی طاغوتی اور جابرانہ قوتوں کے آگے سرنگوں ہونے کی بجائے توحید و رسالت کا پرچار کر سکیں۔ لیکن زمانے کی ستم ظریفی، تغیر و تبدل، مذہبی پیشواؤں کی نفس پرستی و خود پسندی نے ان حقیقی و مسلمہ صداقتوں اور بنیادی عقائد و تعلیمات کا ایسا حلیہ بگاڑ کے رکھ دیا، کہ الامان والعیاذ! ان سماوی ادیان میں حقیقت اور بنیادی تعلیمات کی جگہ خرافات نے اس طرح پختگی اور مضبوطی سے لے لی کہ انہیں ہی اصل دین گردانا جانے لگا۔

محمد اسلم رانا نے اپنی عمر کا اہم ترین حصہ انہی خرافات کو پڑھ کر مسیحیت، یہودیت کے مذہبی لٹریچر پر مدلل اور ماہرانہ نقد کی ہے۔ بالخصوص موصوف نے مسیحی مذہب کے حوالہ سے ضخیم تخلیقی مواد ترتیب دیا۔ اہل مسیحیت اور دیگر مذہبی طبقات تحقیقی و تخلیقی کی طرف سے اسلام پر جو اعتراضات اٹھائے گئے تھے، ان کے انتہائی محققانہ انداز میں جوابات دیے ہیں۔ جن سے نہ صرف اسلام کی صداقت منکشف ہوتی ہے بلکہ دیگر مذاہب کے کے بارے میں معلومات حاصل ہوتی. زیر نظر مقالہ کا انتخاب محمد اسلم رانا کی علمی و تحقیقی خدمات سے عوام کو باخبر کرنا ہے۔ کہ موصوف کی تقابل ادیان بالخصوص عیسائیت کے حوالے سے خامہ فرسائی ناقابل فراموش ہے۔ ان کی علمی و تصنیفی خدمات اس قدر کثیر ہیں کہ اگر فرض شناسی سے کام لیتے ہوئے سراہا جائے تو کئی جہتوں سے تحقیقی کام کیا جاسکتا ہے۔

ولادت

محمد اسلم رانا کا تعلق ہندوستان کے شہر امرت سر سے تھا۔ جو کہ بھارتی پنجاب میں واقع ہے۔ محمد اسلم رانا نے 16 جنوری 1937 کو اس شہر میں آنکھ کھولی۔ موصوف نے اپنا بچپن اس تاریخی شہر میں گزارا۔ 1947 کی تقسیم کے وقت جب ہندو، مسلم فسادات اور کشیدگیاں عروج پر تھیں، تو موصوف ہجرت کرکے پاکستان کے شہر لاہور پناہ گزین ہوئے[1]۔

عہد طفولیت اور ابتدائی حالات

کم سنی کسی بھی انسان کا سنہرا عہد ہوتا ہے۔ جو خوشیوں سے عبارت ہوتا ہے۔ غم کی پرچھایاں دور دور تک ان خوبصورت ایام میں دکھائی نہیں دیتی ہیں۔ ہم چشم اور ہم پلہ دوستوں کے ساتھ کھیل کود اچھل کود عہد طفلی کی ناقابل

فراموش یادیں ہوتی ہیں۔ محمد اسلم رانا بھی صغر سنی میں تمام بچوں کی طرح لہو لعب کے دلدادہ تھے۔ اور مختلف قسم کے کھیل ان کے بچپنے کا حصہ تھے۔ جیسے ہی موصوف نے عنفوان شباب میں قدم رکھا، تو بے فکری کا دورانیہ بیت گیا۔ نامساعد حالات نے غم روزگار سے آشنا کر دیا۔ گھریلو معاشی ذمہ داریوں میں انہوں نے عافیت کھیتی باڑی کرنے میں ہی سمجھی۔ دن کے اجالوں میں ورق گردانی کرتے اور رات کے گھٹاٹوپ اندھیرے کھیتوں اور کھلیانوں کو سیر اب کرنے کے لیے راہٹ پر جوتے ہوئے بیلوں کی جوڑی کو ہانکتے۔ موصوف اپنے آباؤ اجداد کے پیشہ کاشتکاری کو اپنا پسندیدہ پیشہ سمجھتے تھے۔ انہیں فصل ربیع و خریف کی ترکاریوں کو اگانے میں خاصی دلچسپی تھی[2]۔

تعلیم و تربیت

بیسویں صدی کے آغاز تک ابتدائی تعلیم و تربیت گھر پر مشترک مکتبوں میں ہوا کرتی تھی۔ مزید مطالعہ کا کام گھر میں موجود مختصر ذخیرہ کتب سے بھی لیا جاتا تھا۔ ان کتب کے مذہبی، اخلاقی اور تفریحی عناوین ہوا کرتے تھے۔ باقی کمی کوتاہی بزرگوں اور ان کے سکھلائے ہوئے طور طریقوں سے انجام پاتی تھی۔ یہ تمام روایات عمر کے اس ابتدائی تخیل کو جولانی و گرمی بخشا کرتی تھی۔ مذکورہ بالا متذاکرہ روایات کا تسلسل برقرار رکھتے ہوئے محمد اسلم رانا نے بھی ابتدائی تعلیم و تربیت گھر سے ہی حاصل کی۔ موصوف کی طینت میں مطالعہ کا ذوق پہلے ہی دن سے رکھا ہوا تھا۔ مطالعہ کی عادت ہمیشہ سے ان کی رفیق کار رہی۔ کلام اللہ کی تعلیم انہوں نے اپنی والدہ محترمہ سے حاصل کی۔ اپنے اخی اکبر کے ساتھ مل کر تلاوت آیات کیا کرتے تھے۔ قرآن مجید کا پہلا پارہ اپنے بھائی کے ساتھ مل کر ازبر کیا۔ بعد اذاں غیر معمولی حافظہ کی بدولت خود ہی سبق یاد کرتے تھے اور روزانہ کی بنیاد پر آموختہ اپنی والدہ محترمہ کو سنایا کرتے تھے[3]۔

سکول و کالج کی تعلیم

محمد اسلم رانا کی جس گاؤں میں مسکنت تھی۔ وہاں مسلم اکثریت میں تھے لیکن علمی میدان میں دیگر مذاہب، جیسا کہ ہندو مت، بدھ مت اور سکھ مت کی تعداد کثیر تھی۔ نہ صرف تعداد کی برتری حاصل تھی بلکہ مسلمانوں کے بچوں پر پڑھائی میں سبقت بھی لے جاتے تھے۔ لیکن موصوف نے اپنے زمانہ طالب علمی میں اس روایت کو بدلا۔ موصوف نے دیگر مذاہب کے بچوں کو علمی میدان میں پیچھے چھوڑ دیا۔ موصوف زمانہ طالب علمی میں ہی الگ تھلگ نظر آتے تھے۔

ایک دفعہ لڑکے کھیل کود میں مصروف تھے. اسی اثنا میں استاد محترم کی آمد ہوئی. استاد کی نظر موصوف پر پڑی جو دیگر بچوں سے الگ تھلگ تختی لکھنے میں منہمک تھے۔ معلم صاحب نے بچوں کو کھیلنے کی پاداش میں چھڑیوں سے زدوکوب

کیا۔ مدرس صاحب نے محمد اسلم صاحب کو بھی بلایا۔ جب ان کے ہاتھ پر نظر پڑی تو سیاہی سے آلودہ تھے۔ انہوں نے موصوف سے کہا ایک دن یہ سیاہی کا ہاتھ پر لگنا تمہارے لیے عزت و شرف کا باعث بنے گا[4]۔

مذکورہ بالا تحریر اس بات کا صریح ثبوت ہے کہ جنہوں نے تاریخ کے اوراق پر اپنا نام ثبت کروانا ہو وہ دوسروں سے یگانا ہوتے ہیں، اور ان میں کام کرنے کا جذبہ ہر وقت موجزن رہتا ہے۔ جیسا کہ اس تحریر میں بتایا گیا ہے کہ بچوں نے معلم کی غیر موجودگی میں کھیل کود کو اہمیت دی جبکہ محمد اسلم رانا نے اس وقت کو غنیمت جان کر تحصیل علم میں صرف کیا۔

محمد اسلم رانا نے جب اپنے آبائی گاوں سے چار جماعتیں مکمل کر لیں اور پانچویں درجہ میں پہنچے۔ تو اگلی جماعت میں داخلہ کے لیے شہر منتقل ہو گئے۔ موصوف کو انگریزی زبان سے خاص شغف ہونے کی وجہ سے انگریزی اسباق پڑھتے وقت کسی قسم کی دقت نہیں ہوئی۔ انگریزی پڑھنے اور بولنے میں انہیں کسی قسم کی پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑا ۔ موصوف جب پانچویں جماعت میں زیر تعلیم تھے۔ اس وقت انہوں نے منشی گلاب سنگھ عطر چند کپور اینڈ سنز کا شائع کردہ مجلہ "دنیا" پڑھ لیا تھا۔

محمد اسلم رانا کو اللہ تعالی نے بے شمار خوبیوں کا مالک بنایا تھا۔ قدرت کی طرف سے ودیعت کی گئی خوبیوں میں سے ایک خوبی خامہ فرسائی تھی۔ ان کا انداز تحریر ابتدا سے ہی ادیبانہ تھا۔ موصوف کا یہ کارنامہ ان کے اس اعلی وصف کا نمونہ تھا کہ جب ساتویں جماعت کے طالب علم تھے اسی دوران ایک مضمون آیا جس کا عنوان تھا کھلاڑی کے اوصاف تو موصوف 32 بتیس صفحات پر بسیط و عریض مضمون لکھ دیا[5]۔ موصوف میں چھوٹی عمر سے ہی لکھنے کی عادت بدرجہ اتم موجود تھی۔ ایسی ممتاز اور منفرد خوبیاں غیر معمولی انسانوں میں پائی جاتی ہیں۔ جو موصوف کے اندر صغر سنی میں موجود تھی۔ موصوف نے تعلیمی میدان میں اپنی موجودگی کا احساس ہمیشہ غیر معمولی طالب علم کی حیثیت سے دلوایا۔ میٹرک اور انٹر میڈیٹ کی سطح پر اعلی نمبر حاصل کر کے اسناد حاصل کیں۔ اردو اور انگریزی کے علاوہ انہیں عربی کا بھی ذوق رکھتے تھے۔ ابتدائے عمر سے ہی عربی زبان کے علوم وفنون اور قواعد انشا سیکھنے کا شوق تھا۔ انہوں نے پنجاب یونیورسٹی سے عربی کے مقابلہ جات میں پوزیشن حاصل کی، تو حکومت وقت نے انہیں ایم-اے عربی کرنے کے لیے وظیفہ بھی جاری فرمایا۔ مزید موصوف نے جامعہ پنجاب کی طرف سے بی اے (آنرز) کی ڈگری حاصل کی، اس کے علاوہ وی اوپی گریجویٹ (بائبل خط و کتابت کورس) کی سند موصوف کے پاس تھی[6]۔

محمد اسلم رانا ایک علمی قد آور شخصیت تھے۔ انہوں نے نامساعد حالات کا مقابلہ کرتے ہوئے علم و ادب کے حصول کو ممکن بنایا۔ علم و ادب کے حصول میں ہمیشہ ان کا قدم آگے رہا مزید یہ کہ قدرت نے انہیں ڈھیر ساری خوبیوں سے

نوازا تھا۔ تحریر و تقریر کے علاوہ انگریزی لٹریچر پر خوب مہارت رکھتے تھے۔ یہودیت،عیسائیت کا لٹریچر انگریزی ادب میں کثرت سے پھیلا ہوا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ موصوف ابتدا ہی سے انگریزی زبان کی طرف مائل تھے۔

عادات وخصائل

عادات اور خصائل انسان کی عام روزمرہ کی طرز عمل اور پسندیدگیوں کو ظاہر کرتے ہیں۔ یہ انسان کی شناخت میں اہم کردار ادا کرتے ہیں اور ان کی شناخت کو مختلف لوگوں کے درمیان تمیز کرنے میں مدد فراہم کرتے ہیں۔ عادات عام طور پر روزمرہ کی کارروائیوں پر مبنی ہوتی ہیں جبکہ خصائل انسان کی شخصیت کی خصوصیات اور پسندیدگیوں کو ظاہر کرتی ہیں۔ ان عادات اور خصائل کی تشخیص کرنے سے ہم ایک شخص کو بہتر سمجھ سکتے ہیں اور اس کے ساتھ بہتر تعلقات قائم کر سکتے ہیں۔

عادات وخصائل ہی انسان کو معاشرے میں باوقار اور معزز شہری بناتے ہیں۔ موصوف بھی اچھی عادات وخصائل کے مالک تھے۔ آپ اپنی سیرت میں بے مثال شخصیت تھے۔ آپ کی فکر و عمل کے بالکل ہم آہنگ تھے۔ آپ پروقار، معزز، قابل ،ذہین، انتہائی مدبر اور فرض شناس تھے۔ آپ اپنی قوت گویائی کو حالات کے مطابق ڈھال لیا کرتے تھے. حاضر دماغی اور سوالات کے فی البدیہ جواب دینے میں آپ کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ امن پسندی آپ کی جبلت اور فطرت میں شامل تھی۔ اپنی کمزوری کا بے باک اعتراف کرتے تھے۔ جب انسان اپنی کمزوریوں کو سراہتا ہے تو حقیقت کو قبول کرتا ہے۔ تو یہ ایک بہت ہی جرات مندانہ اور سنجیدہ عمل ہوتا ہے۔ کمزوریوں کا اعتراف کرنا انسان کی زندگی میں بہتری لانے کا پہلا قدم ہوتا ہے۔ محمد اسلم رانا بھی ایسے ہی عادت وخصائل کے مالک تھے۔ ایک دفعہ دوران خطابت کچھ ایسے الفاظ کا چناؤ کیا گیا جو سامعین میں سے بعض احباب کو ناگوار گزرے تو فورا سے پہلے اپنے الفاظ پر معذرت چاہی اور ساتھ ہی ان الفاظ کی وضاحت بھی کر دی کہ جو مطلب سمجھا گیا ہے ویسا نہیں ہے۔ ہوا کچھ یوں کہ ستمبر 1992 کے المذاہب میں جوش خطابت میں کچھ ایسے الفاظ نکل گئے جو کہ اس شخص کے شایان شان نہیں تھے۔ جس پر کنول صاحب نے نہایت ملامت سے مگر شائستہ الفاظ میں ان کی طرف توجہ دلائی۔ اسی طرح بعض مسلم دوستوں کو بھی مذکورہ حصہ کھٹکا۔

گجرانوالہ کے ماہنامہ الشریعہ کے مدیر حافظ محمد عمار خان ناصر سے موصوف کی ملاقات ہوئی تو گویا ہوئے کہ پچھلے دنوں آپ کے رویے میں کچھ سختی کی جھلک تھی۔ ان کا یہ قول "اونٹ کی پشت پر آخری تنکا" ثابت ہوا. آپ نے المذاہب کے مسلم اور غیر مسلم قارین کرام کے حسن زن کے جذبات کو ٹھیس پہنچنے پر ان کی خدمت میں تہہ دل سے معذرت چاہی اور انسانی کمزوریوں سے اللہ تعالی کی پناہ مانگی۔ موصوف نظریاتی اختلافات کے باوجود خوشگوار تعلقات کو زیادہ

پسندیدہ طرز عمل سمجھتے تھے[7]۔ اللہ عزوجل نے محمد اسلم رانا کو اچھی خلقت سے نوازا ہوا تھا آپ کی طبیعت میں حد درجہ رفق تھی۔ آپ انتہائی اصول پسند اور اور قانون کے قیدی اور کلیہ میں رہ کر کام کرنے والے تھے۔ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ ضیاء اللہ خان نے سن 62 ہجری میں ایک رسالہ نکالا جو ماہنامہ فکر اسلام کے نام سے موسوم تھا اس میں انہوں نے مذہب عیسائیت کے اوپر کھل کر تنقید کی اور ایسی باتیں رقم کی جو انتہائی انتشار دلانے والی تھیں، تو موصوف رانا صاحب نے ان کو کہا کہ اس طرح تو فکر اسلام کی اشاعت پر پابندی لگ جائے گی اور مسلمانوں کی عزت خراب ہو گی۔ ہنگامہ آرائی ہو گی، معاملات خراب ہوں گے، موصوف چونکہ امن پسند اور اقوام متحدہ کے منشور کے زبردست پابند تھے اور موصوف کا نظریہ یہ تھا کہ دوڑنے اور چھلانگیں لگانے سے فاصلہ جلدی طے ہونے کا امکان تو ہے لیکن اس طریقے سے اگر منزل پر پہنچیں گے تو وہ نہ مناسب اور غیر موزوں بھی ہے۔ موصوف کہتے تھے کہ اگر کسی کا دل دکھا کے بات منوائیں گے تو خواہ وہ کتنی ہی اعلی اور عمدہ بات کیوں نہ ہو گی وہ منوائی نہیں جاسکتی۔ کوئی بھی بات کبھی علم و تحقیق سے جو کم درجے کی ہو اس کو حق پرستی کے معیار پر تولہ نہیں جاسکتا۔ یہ انتہائی مشکل ترین معاملہ ہے لہذا اس معاملے کو افہام و تفہیم اور علمی تحقیقی دلائل سے حل کرنا ہے، نہ کہ دنگا فساد اور ہنگامہ آرائی سے[8]۔ آپ کی یہ خوبی تھی کہ ہمیشہ علمی اور تحقیقی جوابات سے مخالفین کو خاموش کروانے کے عادی تھے۔

ملازمت

اللہ پاک نے اس دنیامیں ہر انسان کو چند روز حیات دے کر بھیجا ہے۔ دین اسلام نے مسلمانوں کی دنیاوآخرت کو آباد اور بہتر بنانے کے لیے انہیں محنت و مزدوری کی جدوجہد اور کوشش کی تلقین کی ہے۔ اسلام کی نظر میں رزق حلال کو بہترین عبادت و عمل قرار دیا ہے۔ جو معاشرہ اور انسان کے لیے عزت وقار کا باعث ہے۔ اسلام کے انہی اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے محمد اسلم رانا نے 1961 میں جنرل پنجاب کے دفتر میں اکاؤنٹنٹ کی حیثیت سے ملازمت کا آغاز کیا اور " الکاسب حبیب اللہ " کے مصداق ٹھہرے۔ اس دوران بھی موصوف کا موضوع سخن اور دلچسپیاں زیادہ غیر مسلم (مسیحیوں) کی مذہبی سرگرمیاں ہی رہتی تھیں[9]۔

معمولات زندگی

اللہ تعالی کی کائنات میں کچھ خوش نصیب افراد ایسے بھی ہیں جو اس عارضی کائنات میں قدرت کے رازوں سے واقف ہو کر آنے والے انسانوں کے لیے اس قدر علمی و تحقیقی کام کر جاتے ہیں کہ نسلیں ان کی مرہون منت رہتی ہیں۔ ایسے لوگوں کی زندگی دیگر لوگوں کی زندگی سے یکسر مختلف ہوتی ہے ۔ محمد اسلم رانا بھی انہی شخصیتوں میں سے ایک ہیں۔ موصوف کے معمولات میں سب سے اہم ترین چیز مطالعہ کتب ہے۔ انتہائی منہمک اور مشاہداتی

مطالعہ کی عادی تھے۔ یہ عادت ان کی ہمیشہ کے لیے رفیق کار رہی۔ یہاں تک کہ اگر موصوف نماز پڑھتے کوئی بات ذہن میں اتر اتی تو فوراً نماز کو مختصر کر دے اور اسے ورق کی زینت بنا لیتے۔ نماز تہجد ادا کرنا موصوف کی خواہش میں شامل تھا، مگر مطالعہ کتب کی وجہ سے وقت کے دامن میں اتنی فرصت نہیں بچتی تھی کہ اپنی اس دیرینہ خواہش کو پایا تکمیل تک پہنچا سکیں۔ ایک دفعہ قارئین المذاھب میں سے ایک شخص نے خط کا جواب نہ ملنے پر شکوہ کیا تو محمد اسلم رانا نے خط میں اسے اپنے معمولات روز مرہ زندگی سے آگاہ کیا۔

موصوف کی یہ عادت تھی کہ معمول کے مطابق فجر کی نماز ادا کرتے اور کلام الٰہی تلاوت کرتے اس کے بعد شاہ ولی اللہ گجرانوالہ یونیورسٹی میں علماء کرام کو درس و تدریس دینے اور نیو گارڈن ٹاؤن لاہور میں مجلس مکالمہ کی میٹنگ میں شمولیت کے بعد تقریباً رات 10 بجے گھر لوٹتے[10]۔ موصوف کا کوئی بھی دن ایسا نہ ہوتا کہ جب انہیں کہیں درس کے لیے نہ جانا پڑتا کبھی علمائے کونسل میں خطبات و تقاریر اور کبھی تربیتی نشست اور کہیں فکری نشستوں میں خطبات دینا محمد اسلم رانا کا معمول رہا۔ موصوف کے شب و روز کٹھن مراحل سے گزرتے، وجود کی قوت جواب دے جاتی ے مگر عوام الناس کی جانب سے "ھل من مزید" کے نعرے لگتے۔ محمد اسلم رانا کی زندگی ہر اعتبار سے مصروف کن تھی اور انہوں نے اپنی زندگی کو دین اسلام کی خدمت کے لیے وقف کیا ہوا تھا نماز روزہ قران کریم کی تلاوت اور نوافل بھی ان کے معمولات کا حصہ تھے ان کی زیست کا زیادہ تر وقت دین اسلام کی تبلیغ درس و تدریس لکھنے اور پڑھنے میں صرف ہوتا تھا۔ مطالعہ کتب میں موصوف کی زندگی اس قدر مصروف ترین ہوتی کہ آٹھ کے آٹھ روز لکھنے اور پڑھنے میں صرف ہو جایا کرتے تھے[11]۔ انہوں نے اپنی زندگی کے 40 سال سے زائد مسیح لٹریچر کو پڑھتے ہوئے گزار دیے۔

مطالعہ ادیان

مذہبی مطالعہ ایک بہت اہم شعبہ ہے جو ہمیں مختلف مذاہب اور ان کی تاریخ کے بارے میں سکھاتا ہے۔ یہ انسانی تاریخ کی روشنی میں اہم کردار ادا کرتا ہے اور مختلف مذاہب کی روایات، عقائد اور عبادات کو سمجھنے میں مدد فراہم کرتا ہے۔ مذہبی مطالعہ اسلام، ہندوؤ، بدھ مت، مسیحیت اور دیگر مذاہب کے تعلقات کو بہتر طریقے سے سمجھنے میں مدد کرتا ہے۔ اس کے ذریعے ہم اپنے علمی اور فہمی دائرے کو بڑھا سکتے ہیں اور دوسروں کے مذہبی اعتقادات کو بہتر سمجھ سکتے ہیں۔ محمد اسلم رانا بھی مطالعہ ادیان میں خاصی دلچسپی رکھتے تھے۔ محمد اسلم رانا چونکہ ایک مسلمان گھرانے میں پیدا ہوئے درس قرآن حدیث سننے اور تبلیغی وفود کی محفلوں میں دلچسپی لینے سے اسلام کی طرف مذید رغبت بڑھی[12]۔

مطالعہ اسلام

محمد اسلم رانا نے ایک دیندار مسلم گھر آنے میں آنکھ کھولی۔ جامعہ مسجد شیر اں والی باغ گوجرانوالہ میں درس قرآن و حدیث سنتے اور دیگر جو تبلیغی وفود آتے تھے ان کی مجلس اختیار کرتے اور ان کی تبلیغی سرگرمیوں میں حصہ لیتے تھے۔ انہی امور سے ان کے اندر اسلام کی مزید محبت اور پختگی آئی۔ موصوف کے کالج کے ایک شفیق استاد صوفی محبوب الہی نے نصیحت کی کہ بیٹا دنیا وسیع و عریض ہے۔ سیر و فی الارض کے تحت دنیا کے کسی کونے میں اپنی مرضی کے مطابق چلے جاؤ جہاں دل کرے وہیں قیام کرو۔ مگر مسلمان رہو۔ تاریخ، سائنس، ریاضی، یا جو جی چاہے پڑھنا مگر قرآن مجید ضرور پڑھنا یہ تمہاری خو کا حصہ رہے۔" محمد اسلم رانا مذاہب میں خاصی دلچسپی رکھتے تھے۔ ابتدا میں ہی موصوف کو تقابل ادیان میں دلچسپی تھی۔ مگر قرآن مجید کا بلاناغہ مطالعہ کرنے سے دیگر مذاہب کے مقابلے میں اسلام کی حقانیت اور عظمت مزید واضح اور مضبوط تر ہو گئی۔ موصوف کو: "بعض قرآنی ایات غیر مسلموں کی عبادات اور طور طریقے دیکھ کر سمجھ آئیں[13]"۔

مطالعہ مسیحیت

محمد اسلم رانا کا میلان ابتدا ہی سے مسیحیت کی طرف تھا۔ ایک مجاہد بن کر اسلام کی حقانیت کو واضح کرنے کے لیے قلمی جہاد کرتے رہتے تھے۔ موصوف اسلام، یہودیت اور عیسائیت کا وسیع و عریض اور عمیق مطالعہ رکھنے کے ساتھ ساتھ کتب مقدسہ کا تقابل قرآن کے ساتھ کرتے تھے۔ محمد اسلم رانا کی سوانح حیات کو جب بنظر عمیق دیکھتے ہیں کہ ان کی دینی تعلیم باقاعدہ کسی مدرسے اور نامور عالم سے نہیں ہوئی مگر اسلام کی جید علماء کرام کو پڑھانا ان کے فرائض میں شامل ہے علماء کرام اس وقت ان کو خراج تحسین پیش کیے بغیر نہیں رہ سکتے تھے جب وہ مذاہب عالم کی روشنی میں قرآن مجید سمجھاتے اور اسلام کی عظمت کو واضح کیا کرتے تھے۔

مطالعہ مسیحیت کی طرف آنے کی موصوف کی مختلف وجوہات تھیں جیسا کہ بچپن میں وہ اپنے والد گرامی کے ساتھ سیر کے لیے نکلتے تو گجرانوالہ میں مسیحی طلبہ کی تھیولوجیکل سیمیزی پہ محفل جمی ہوئی دکھائی دیتی۔ موصوف ان کی طرف متوجہ ہوتے اور ان سے گفتگو کرتے۔ یہیں سے ان کو مسیحیت کا شوق ہوا۔ گویا کہ مطالعہ مسیحیت کے جراثیم بچپن سے ہی پروان چڑھ رہے تھے۔ اور دوسری وجہ ایک غریب دیہاتی ساتھی عبدالمجید لوہار کا مسیحیت کو قبول کرنا تھا۔ محمد اسلم رانا لکھتے تھے کہ معاملہ دلیل کا نہیں دل کا تھا۔ اور یہی وجہ انہیں مطالعہ مسیحیت کا سبب بنی[14]۔

موصوف نے اپنی عمر کا ایک کثیر حصہ اخبارات رسائل اور مسیحیت کے مذہب پر جو مواد تھا اس کی تحقیقات میں صرف کر دیا۔ بالخصوص انہوں نے عیسائیت کے مذہب پر جو مستقل رسائل چھپتے جن میں "مسیحی خادم"، "کلام حق" یہ 40 سال تک موصوف کے زیر مطالعہ رہے۔

موصوف کی زندگی کا جب ہم مطالعہ کرتے ہیں تو وہ ہمیں کسی بھی عالم دین سے متاثر ہوتے ہوئے دکھائی نہیں دیتے وہ خود کہتے ہیں کہ میں نے کسی عالم کی اس موضوع پر باقاعدہ کسی کتاب کو نہیں پڑھا۔ موصوف نے مولانا مفتی عبد الواحد اور مولانا محمد ادریس کاندھلوی کی تصانیف کو پڑھا اور اسلام کو سمجھا۔ پادری فنڈر کی "میزان الحق" سے اسلام اور مسیحیت سیکھی۔ ڈاکٹر کے ایل ناصر کے "مسیحی خادم" اور "کلام حق" نے موصوف کے خیالات کی تعمیر پر گہرا اثر ڈالا 40 سال مسیحی خادم اور کلام حق مطالعہ میں رہے[15]۔ موصوف کا پسندیدہ موضوع اور مشغلہ مطالعہ مسیحیت تھا۔ ان کی عمر کا بیشتر حصہ مسیحی مذہب پر مشتمل کتب پڑھتے ہوئے گزرا. انہوں نے اسلام اور مسیحیت کا خوب تقابل کیا اور اسلام کی فوقیت، عظمت و حقانیت کو واضح دلائل کے ساتھ ثابت کیا۔

علمی و تحقیقی خدمات

اس دنیا میں ہر دور میں بہت سے اہل علم آئے، جنہوں نے اپنی ہمت اور قوت کے مطابق علم کی روشنی سے دنیا منور کرنے اور بھٹکے ہوؤں کو راستے پر لانے کی ہر ممکن سعی کی۔ جس سے آنے والی نسل کی علمی ادبی اور دینی آبیاری ہر دور میں ممکن بنائی جاتی رہی۔ تحقیقی خدمات کسی بھی مذہب ملت اور معاشرے کے لیے ایک معلومات کا بیش بہا قیمتی اور نایاب خزانہ ہوتی ہیں۔ اس بات میں کوئی دوسری رائے نہیں کہ اسلام کو دیگر سامی مذاہب اور غیر سامی مذاہب پر کلی فوقیت حاصل ہے۔ ہر دور میں اسلام کی حقانیت کو مجروح کرنے کی ناپاک سازش ہوتی رہی ہے اس کا جواب دینے کے لیے اور مکدر ائینہ صاف کرنے کے لیے اہل علم جنم لیتے رہے ہیں۔ جنہوں نے اپنے علمی بساط کے مطابق مدلل جواب دیے جنہوں نے اسلام کی حقانیت پہ اعتراضات کرنے کا سلسلہ اپنایا۔ اس کام کے لیے انہوں نے اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔ ایسے ہی نایاب شخصیات میں سے ایک شخصیت موصوف کی ہے۔ جنہوں نے مسیحیت کے مقابلہ میں اسلام کی حقانیت ثابت کرنے کے لیے شبانہ روز محنت شاقہ سے کام لیا۔

موصوف مذاہب عالم بالخصوص مسیحیت اور اسلام کے تقابل پر مکمل دسترس رکھتے تھے۔ آپ ایک کامیاب مناظر اور اعلی پائے کے مدرس تھے وہاں ساتھ اعلی درجے کے مصنف بھی تھے۔ آپ نے اردو زبان میں مختلف موضوعات پر 40 سے زائد تصانیف چھوڑیں[16]۔ جن میں زیادہ تر تصانیف مسیحیت پر تھیں تاکہ آئندہ آنے والی نسلیں آپ کے علمی وقار سے استفادہ کر سکیں اور اسلام پر اٹھائے گئے اعتراضات کا مدلل جواب دے سکیں۔

محمد اسلم رانا نے درج ذیل کتب و رسائل تحریر کیے ہیں۔

(1) انجیل نویسوں کی بے خبری

(2) حقیقت قصص بائبل

(3) قران سے بائبل کی تصدیق

(4) اصلیت مسیحیت

(5) بائبل میں مسیح کے نسب نامے

(6) تعارف بائبل

(7) بائبل کے متن کی حیثیت

8) تثلیث فی التوحید

(9) حضرت مسیح علیہ السلام اور کتاب مقدس۔

(10) مسیحی عقائد اور محبوب خدا

(11) چند مسیحی غلط فہمیوں کا ازالہ۔

(12) حضرت مسیح علیہ السلام کے حقیقی پیروکار مسیح یا مسلمان

(13) حضرت مسیح اور کتاب مقدس

(14) الہامی بشارتیں

(15) بائبل کا تصور خدا

(16) عالمگیر مذہب عیسائیت یا پولوسیت

(17) بائبل میں ردوبدل (حصہ اول دوم)

(18) اصلیت مسیحیت

(19) عیسائیوں کی بت پرستی

(20) الوہیت مسیح اور تثلیث

(21) قران کریم لازوال معجزہ

(22) اقلیتیں مقدس امانت ہیں

(23) کیا بائبل کلام الٰہی ہے؟

(24) اسلام اور سابقہ کتب مقدس

(25) مسیحی تعلیمی اداروں کی واپسی

(26) عصمت انبیاء

(27)کلنٹن کے نام مسیحیوں کا مراسلہ اور اس کا جواب

(28)حضرت اسماعیل علیہ السلام کی الہامی بشارتیں

(29)پاکستان میں اقلیتوں کی مذہبی آزادی

(30) مسیح علیہ السلام اور کتاب مقدس

(31)ہندوؤں کی سیاست

(32) مسیحی ذہنیت اور گستاخ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایکٹ

(33)پاکستان میں مسیحی آبادی

(34) قران مجید کی شان میں مسیحیوں کی شر انگیزی

(35) مسیحی ممالک میں مسیحیوں کی حالت زار

(36)تہذیب نو

(37)چند مسیحی سوالوں کے جوابات

(38)زبور کا ایک حیران کن انکشاف

(39)سازش کا پردہ چاک ہوتا ہے

(40)بھارت میں مسلمانوں کا قتل عام۔

منہج واسلوب

محمد اسلم رانا ایک اعلی پائے کے ادیب صاحب طرز نگار اور انشاء پرداز تھے۔ انداز تحریر سادہ عام فہم اور بالکل آسان تھا عام سطح کا قاری بھی آپ کی تحریروں کو سمجھ کر استفادہ کر سکتا تھا آپ کی تحریر کی ایک اور خاص بات یہ تھی اختلافات کی نوعیت کو بالکل واضح کیا کرتے تھے انہوں نے مسیحیت کی کتب کا مطالعہ کر کے ان کے عقائد ان کی ہی کتب سے جواب دیا کرتے انہوں نے گفتگو کر کے اس بات کو واضح کیا کہ اناجیل کے مصنفین کی گفتگو ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ آپ کے اسلوب تحریر میں سوال وجواب کا پہلو ضرور رکھتے تھے اس انداز میں سوال و جواب کرتے کہ سننے والے کو سوچنے پر مجبور کر تا تھا اور اسی وجہ سے ان کے دل میں اسلام کی صداقت عیاں ہوتی۔

آپ کی تحاریر کی ایک خاص بات یہ تھی کہ جب بھی کوئی مشکل بات ہوتی جس سے قارئین الجھن کا شکار ہوتے تو آپ استعارات، کنایات، تشبیہات اور تماثیل کا خوب استعمال کیا کرتے تھے آپ کی تحریر محققانہ ہوا کرتی تھی جو اصول تحقیق کے معیار پر پورا اترا کرتی تھی آپ کا انداز اسلوب میں ایک چیز جو نمایاں ہے وہ یہ ہے کہ جب بھی آپ

سے کوئی غیر مسلم سوال وجواب کی نشست کر تا تو آپ انہیں انہی کی کتب کے حوالہ جات سے لاجواب کر دیا کرتے تھے [17]۔ جس سے سوال کرنے والا ورطِ حیرت میں مبتلا ہو کر آپ کے تبحر علمی کا معترف ہوا کرتا تھا جب موصوف مسیحیت اور اسلام کا تقابل کرتے تو پہلے مسیحیت کے دلائل جو ان کی مذہبی شخصیات کی طرف سے ہوتے تھے ان کو نمایاں کرتے، اسلام اور مسیحیت کے نقطہ نظر کا تقابل کر کے ان کا احتساب کیا کرتے۔

قرآن کریم کی متشابہ ایات کی مکمل وضاحت اور صراحت کیا کرتے تھے. وہ خاص پہلو جن کی وجہ سے مخالفین اسلام پر اعتراض کیا کرتے ان کے جواب بھی انہی کی کتابوں سے دینے کے عادی تھے . اس قدر عمیق مطالعہ رکھنے والی شخصیت تھے ان کے مذہبی رہنماؤں کی تحریر کردہ کتب میں اختلافات کا ذکر کرتے۔ موصوف ان متضاد تحریروں کو ترتیب دے کے اپنی تحریر کا حصہ بنایا کرتے تھے۔ موصوف کی تحریر کی ایک خوبی یہ تھی بر موقع اور بر محل اشعار کا استعمال کیا کرتے تھے[18]۔ اشعار کے اندر وہ تاثیر ہوتی کہ ضخیم بات دو مصروں میں واضح کر دیتے اور سامعین و قارئین کے قلوب واذہان پر گہرا اثر چھوڑتے۔

درس وتدریس

محمد اسلم رانا بے شمار خداداد صلاحیتوں کے مالک تھے ان خوبیوں میں سب سے اہم ترین خوبی خوش الحانی تھی۔ قدرت نے آپ کو ایسا انداز بخشا تھا کہ بڑے بڑے گنجلک اور گھمبیر مسائل پر فی البدی گفتگو کر لیتے تھے۔ موصوف کی مطالعہ ادیان پر گرفت، خوش الھانی وخوش بیانی کے چرچے دور دور تک پھیل گئے۔ آپ جیسی علمی شخصیت سے ملنے کے لیے دور دراز سے دعوت نامے موصول ہونے لگے۔ ایک اور بات اپ کے محاسن میں یہ بھی تھی کہ اپ نے کبھی کسی کا دعوت نامہ نہیں ٹھکرایا۔

پاکستان کی مختلف یونیورسٹیز اکیڈمیوں کالجوں مدرسوں میں تقابل ادیان پر لیکچر دیتے تھے۔ ڈائریکٹر محکمہ اوقاف پنجاب مذہبی امور نے مذاہب عالم کے اسکالر محمد اسلم رانا کو علماء اکیڈمی اوقاف پنجاب کی شاہی مسجد لاہور میں ائمہ خطباء کورس میں تقابل ادیان کے موضوع پر لیکچر دینے کی دعوت دی[19]۔ جس میں عیسائیت، یہودیت، بدھ مت ، جین مت، کنفیوشس اور کمیونزم کا انتہائی مفصل انداز میں تعارف کروایا۔ اپ نے انٹرنیشنل یونیورسٹی[20] اسلام اباد جامعہ العربیہ گجرانوالہ شاہ ولی اللہ یونیورسٹی گجرانوال[21]ہ جامعہ ختم نبوت ملتان اسلامیہ یونیورسٹیاور متعدد دینی مدارس میں بھی تقابلادیان پر لیکچر دینے کا شرف بھی حاصل ہے[22]۔

موصوف عظیم محقق اور خوش بیان تھے۔ماپ کے لیکچرز اور خطبات سننے والوں میں کثیر تعداد طالب علموں (مسلم و غیر مسلم) کی ہوا کرتی تھی۔ موصوف کی طبیعت چونکہ مناظراتی تھی۔ اپ کی ساری زندگی مذاہب عالمپڑھتے اور

پڑھاتے گزری اس لیے اس میدان میں آپ کا اچھا خاصا تجربہ اور مشاہدہ تھا۔ آپ اس حوالے سے طالب علموں کو تیار کرتے تا کہ وہ غیر مسلم جو اسلام پر مختلف طریقوں سے حملہ اور ہوتے ہیں ان کا بہترین علمی و تحقیقی انداز سے تدارک کیا جا سکے۔ کیونکہ مناظرہ ایک ایسا اہم طریقہ ہے جس میں ہم اپنی رائے کا دوسروں کے ساتھ تبادلہ کرتے ہیں۔ مناظرہ کے ذریعے ہم نئے نظریات کو پیش کرتے ہیں۔ دوسروں کی رائے کو سنتے ہیں اور اپنی بات لوگوں کو واضح کرتے ہیں۔ ایک دوسرے کے نظریات اور افکار کا تبادلہ باسانی ہوتا ہے۔ اس حوالے سے موصوف مختلف کالجز اور یونیورسٹیز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کے حوالے سے غیر مسلموں کی پیدا کردہ غلط فہمی اور شکوک و شبہات کے حوالے سے بچوں کو تربیت دیتے۔ یونیورسٹی کے طلاب کو یہ باور کراتے کہ بحث و مباحثہ اور سوالات و جوابات ان کی زندگی کا حصہ ہونا چاہیے محمد اسلم رانا نے اس مشن کو سکولز اور کالجز کی سطح پر پھیلایا۔ آپ نے مطالعہ مسیحیت کو باقاعدہ جامعات کے نصاب میں شامل کروایا جس کی ایک مثال جامعہ برکات علوم شرفیہ ہڑپہ ضلع ساہیوال[23] ہیں جنہوں نے باقاعدہ طور پر مسیحیت کے حوالے سے نصاب مرتب کر کے مدارس کے حساب کا حصہ بنایا۔ اور اس احسن قدم پر جامعہ صولتیہ کی طرف سے آپ کی حوصلہ افزائی کی گئی۔

اعزازات و تاثرات

محمد اسلم رانا نے دن رات اسلام کی تبلیغ اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی دین کی سربلندی کے لیے وقف کر دیے۔ قدرت کا یہ اصول ہے کہ وہ کسی کو بھی اس کے اجر سے محروم نہیں کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ باری تعالی نے موصوف کو ڈھیر ساری عزت اور فضیلتوں سے نوازا۔ موصوف کی شبانہ روز دین سعی کی وجہ سے مختلف اوقات میں انہیں خراج تحسین پیش کیا گیا۔

محمد اسلم رانا کے تعلیمی و تحقیقی کاوشوں کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے نو اپریل کو ایک راولپنڈی میں تقریب منعقد کی گئی[24]۔ اس تقریب کا سہرا پاکستان سوشل ایسوسی ایشن بہاولپور کے سر تھا۔ اس تقریب میں محمد اسلم رانا کی علمی کاوشوں کو سراہاا اور اسلام کے لیے ان کی دی گئی قربانیوں کو تحسین امیز کلمات سے نوازا گیا اور ان کی ناقابل فراموش خدمات کے اعتراف میں پاکستان سوشل ایسوسی ایشن بہاولپور نے موصوف کو سند خاص اور گولڈ میڈل سے نوازا[25]۔ علاوہ ازیں ان کی اسلام کے لیے دی جانے والی خدمات کے سلسلے میں علمائے اسلام کی جانب سے انہیں دستار فضیلت کے شرف سے نوازا گیا[26]۔ ور ان کے لیے دعائیہ کلمات کا اظہار کیا۔

پاکستان مجلس علماء کے چیئرمین سید محمد عبد القادر محمد اسلم رانا کے بارے میں تاثرات پیش کرتے ہیں۔ کہ اپ نے مسیحیت کی سازشوں کو بے نقاب کیا اور ایسی نقب لگائی کہ پاپائیت اور عیسائیت مل کر بھی اس کا

صدباب نہیں کر سکتے[27]۔ حضرت مولانا رحمت اللہ اور مولانا محمد قاسم نانوتوی موصوف کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: یہ جملہ اوصاف صرف محمد اسلم رانا کی ہی ذات میں پنہاں ہے کہ انہوں نے دیار غیر میں برطانوی سامراج کے ہوتے ہوئے عیسائی مشینری کو اسلام کے مقابلے میں بے نقاب کیا۔ اسلام کی صداقت اور تعلیمات کی حفاظت کی۔ اللہ ان کی جملہ مساعی کو قبول فرمائے[28]۔

جمعیت علمائے اسلام پاکستان کے چیف ایڈیٹر ہفت روزہ ترجمان مولانا ابو عمار زاہد الراشدی، محمد اسلم رانا کو سرگرم رکن اور مخلص ساتھی کی نظر سے دیکھتے ہیں اور امت کی طرف سے فرض کفایہ ادا کرنے پر شکریہ ادا کرتے ہیں[29]۔ پروفیسر محمد اسلم۔ پروفیسر احمد یار پروفیسر نظر احمد سید اختر احسن اور دیگر شخصیات نے مجموعی طور پر موصوف کی خدمات کو سراہا اور تعریف امیز کلمات کا تبادلہ کیا[30]۔ موصوف کا وصف تھا کہ انہوں نے قرآن اور حدیث سے ہٹ کر عیسائیت کے باطل عقائد و نظریات کا رد ان ہی کی کتب کی روشنی میں کر ہمیشہ کے لیے ان کے منہ پہ ایسی گرہ نصب کر دی کہ قیامت تک ان کی آنے والی نسلیں بھی اس کو کھولنے سے قاصر ہیں۔ موصوف اس قدر اعلی دلائل سے گفتگو کرتے کہ کوئی اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی کرنے کی جرات نہیں کر سکتا۔ اسلامی تعلیمات کا دفاع احسن طریقے سے کیا جس کے نتیجے میں علماء نے ان کے لیے اچھے الفاظ کا اجرا کیا اور پاکستان سوشل سول اسوسیشن بہاولپور کی طرف سے خدمات کے اعزاز میں گولڈ میڈل سے بھی نوازا گیا۔

اسفار

اسفار انسان کے کو مختلف تجربات فراہم کرتے ہیں۔ یہ دینوی اور دنیاوی تصورات کو وسیع کرتے ہے۔ اسفار میں درپیش چیلنج آپ کی ذہانت میں اضافے کا باعث بنتے ہیں مختلف لوگوں سے ملاقات سوچ کو وسعت دیتی ہے۔ اسفار کئی اقسام کے ہوتے ہیں سیاسی، تعلیمی، کاروباری اور مذہبی سفر وغیرہ۔ ہر سفر اپنی خصوصیت اور مقصدیت کے لحاظ سے مختلف ہوتا ہے۔ محمد اسلم رانا نے بھی "سیر وافی الارض" پر عمل کرتے ہوئے بہت سے اسفار کیے جن میں سے سیاحتی، علمی اور روحانی اسفار شامل ہے۔

علمی اسفار

علمی اسفار یقینا بہت سے فوائد پر مشتمل ہوتے ہیں جو انسان کے فہم و دانش کو بڑھانے کے ساتھ ساتھ انہیں مختلف ماحول اور ثقافتوں سے ہم آہنگ کرتے ہیں. موصوف نے بھی ان فوائد کو حاصل کرنے کے لیے مختلف ممالک اور شہروں کے علمی اسفار کی۔ 24 اگست کو لندن اور ستمبر 1993 میں برطانیہ کا علمی دورہ کیا[31]۔ برطانیہ کے مشہور شہر برنلے کی ایک مشہور مسجد فاروق اعظم میں دورہ کے دوران دعوت دی گئی کہ آپ ہمارے پاس قیام کریں اور یہاں

کے مسلم سکولز کے طالب علم کو پڑھائیں۔ اس کے علاوہ اولڈ ہوم میں ملاقات کرنے کے بعد دیگر علاقوں میں مسلم نوجوانوں کو اسلامی تعلیمات سے آگاہ کرنے کا موقع ملا۔

مزید برطانیہ میں ورلڈ اسلامک فورم کے وفد کی جب لندن میں سید ابو الحسن علی ندوی سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے تاریخ اسلام کا مطالعہ اور اس وقت مسلمانوں کو جن تقاضوں کی ضرورت ہے اس کو نمایاں کرنے یورپ اور دیگر ممالک کی سیاسی کشمکش سے بھی واقفیت پر سیر حاصل گفتگو کی[32]۔ ورلڈ اسلامک فارم کے وفد کے اراکین میں مولانازاہد الراشدی، مولانا محمد عیسی منصوری، الحاج عبد الرحمن محمد اسلم رانااور حافظ حفیظ الرحمن شامل تھے۔ علاوہ ازیں جنوری 1995 میں انڈیا، دلی، امرتسر تشریف لے گئے، لدھیانہ میں قیام کیا۔ ہندوستان میں ماہنامہ المذہب کے حوالے سے بریفنگ دی۔ اور ماہنامہ المذاہب کے مقاصد سے لوگوں کو آگاہ کیا۔ انہوں نے اس بات پر روشنی ڈالی کہ کیسے عیسائی مشنری ادارے اپنے مفادات کے لیے کام کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ کراچی ملیر کوٹ اور دیگر علاقہ جات میں علمی و تدریسی دورے کیے. یہ اسفار سیر و سیاحت کے ساتھ ساتھ علمی اضافے کا سبب بنے۔ متعدد علماء کرام سے ملاقاتیں ہوئیں اور مطالعہ ادیان کے حوالے سے علمی و فکری نشستیں منعقد ہوئی[33]۔

روحانی اسفار:

ایسے اسفار انسان کی روحانی ترقی اور تسکین میں اضافہ کا باعث بنتے ہیں ان اسفار کا مقصد انسان کی روحانی ضرورت اور روح کو تسکین دیناہوتا ہے۔ مسلمان کی روحانی تسکین میں اللہ تعالی کے گھر یعنی بیت اللہ کی زیارت بھی شامل ہے۔ دیگر خواہشات کے ساتھ محمد اسلم رانا بھی دل میں یہ خواہش لیے زندگی کے معمولات میں مصروف تھے۔ 1975 سے کی ہوئی یہ خواہش 1990 میں بر آئی اور حج بیت اللہ کے لیے تشریف لے گئے۔ 1993 میں برطانیہ سے دورہ کے بعد پھر عمرہ کی سعادت نصیب ہوئی, اسی طرح 1996 میں دوبارہ بیت اللہ کی زیارت کی غرض سے عمرہ ادا کیا۔ تین دفعہ اللہ تعالی کے گھر کو دیکھنے کی سعادتیں لوٹیں [34]۔

شخصیات سے ملاقات

علمی شخصیت سے ملاقات بہت دلچسپ تجربہ ہوتا ہے یہ علمی شخصیتیں عام طور پر اپنے شعبے میں خصوصی ماہر ہوتی ہیں۔ ان کے ساتھ وقت گزارنا انتہائی معلوماتی اور موثر ثابت ہوتا ہے۔ ایسی شخصیات سے ملاقات انسان کی علمی اور تحقیقی صلاحیتوں کو اجاگر کرتی ہیں۔ موصوف کی بھی بہت سی اہم شخصیات سے ملاقاتیں رہیں۔ جن میں مولانا خلیل حامد (سیکرٹری) حافظ منہاج الدین, الحاج صغیر احمد، کراچی سے مولانا سیف اللہ کرام (سابق جنرل سیکرٹری متحدہ اسلامی محاذ) مولانا عبد الرؤف فاروقی, پروفیسر ڈاکٹر افتاب احمد نقوی, مسٹر جسٹس ایم ار کیانی، مسٹر جسٹس شیخ انوار

الحق، مسٹر جسٹس ڈاکٹر نسیم حسن شاہ، محمد اسماعیل قریشی، ایڈوکیٹ رشید مرتضی، ایڈوکیٹ ایم ڈی طاہر، ایڈووکیٹ، ڈاکٹر ایم اے صوفی، ڈاکٹر محمد رشید چودری، ڈاکٹر محمد راشد رندھاوا،ڈاکٹر محمد احسان خان، مجید نظامی، الطاف حسین قریشی[35]،ضیا شاہد، مجیب الرحمن، مولانا زاہد راشدی, مولانا محمد عیسی منصوری, الحاج عبدالرحمن, حافظ حفیظ الرحمن [36]سید ابوالحسن علی ندوی اور حافظ محمد موسی بھٹو[37] صاحب جنہوں نے اپنی کتاب گلدستہ میں برصغیر کے 42 اصحاب قلم و اہل علم و دانش میں محمد اسلم رانا کو شامل فرمایا ہے۔ اس کے علاوہ تین جولائی 1999 کو صدر مملکت محمد رفیق تارڑ[38] اور چار ستمبر کو راجہ محمد ظفر الحق وزیر مذہبی امور پاکستان سے ملاقات کی[39]۔

فکری نشستیں

کسی بھی شخص کی علمی قدو قامت کا اندازہ اس کے ساتھ نشست کر کے باسانی لگایا جا سکتا ہے قدرت نے محمد اسلم رانا کو یہ صلاحیت عطا کی تھی جو کہ پارس کے پتھر میں تھی جس نے ان کو چھوا نہیں وہ کندن ہوا نہیں انہوں نے اسلام کی تعلیمات کے لیے جدوجہد کی۔ اپنی علمی و تحقیقی کام کو موصوف نے دیگر احباب تک پہنچانے کے لیے علمی و فکری نشستوں کو ترتیب دیا تھا تا کہ اسلام کی حقانیت اور مسیحیت کی اصلیت واضح کی جا سکے۔ مسیحیت کی طرف سے گستاخ رسول ایکٹ کے عنوان پر ایک کتاب تحریر کیجس کے خلاف محمد اسلم رانا نے اواز اٹھایاسکے جواب میں موصوف نے قانون رسالت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے متعلق انتہائی حساس ترین موضوعات کے بارے میں انسانی حقوق اور بائبل کے تناظر میں ایکتاب اسلامی مشن سنت نگر لاہور سے شائعہوئی[40]۔ اس کتاب کہ منظر عام پر انے کی وجہ سے غیر مسلموں میں ایک تشویش پائی گئی۔ اسی وجہ سے مسلم ہیومن رائٹس سوسائٹی نے ایک فکری نشست کا انعقاد کیا جو کہ 17 اپریل 1995 کو مرکزی جامعہ مسجد شادمان لاہور میں رانا محمد اسلم کی زیر صدارت انعقاد پذیر ہوئی۔ اس نشست میں مولانا زاہد راشدی عبدالرؤف فاروقی ریٹائرڈ کرنل محمد ایوب خان اور کمانڈر جناب طارق مجید نے خطاب کیا اور اس نشست میں انسانی حقوق کے حوالہ سے مغربی لابیوں اور ان کی چالاکیوں کے اوپر وضاحت کی[41]۔ اسی طرح کی ایک اور نشست میں محمد اسلم رانانے گستاخ رسول ایکٹ کے بارے میں شام پانچ بجے مسیحی برادری اور انسانی حقوق کی تنظیموں کے سوالات کے مدلل اور پر اثر جوابات دیے[42]۔

اللہ تعالی نے محمد اسلم رانا کو اعلی پائے کی ذہنی صلاحیتوں سے نوازا ہوا تھایہی سبب ہے کہ مسیحیت کی جانب سے اٹھائے جانے والے ہر سوال کا مدلل اور اور پر اثر جواب دیا کرتے تھے۔ یہ انہی کا خاصہ تھا کہ وہ ان کی کتب سے ہی انہیں لاجواب کر دیا کرتے تھے۔ علامہ علاوہ ازیں محمد اسلم رانانہ صرف مذہبی سکالرتھے بلکہ انسانی حقوق کی تنظیموں کے سر کردہ رکن بھی تھے۔

وفات

زندگی اور موت کا جو نظام خالق کائنات نے بنایا ہے۔اس سے کسی کو فرار نہیں کائنات کی ہر چھوٹی بڑی چیز ایک حکمت کے تحت ایک متعین وقت مدت کے لیے اپنا کام کر رہی ہے۔اور ذی روح کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔محمد اسلم رانا بھی چونکہ خدا کے اس نظام کے تحت زندگی گزار رہے تھے۔اور ایک درد دل رکھنے والے شخص تھے۔ان دونوں افغانستان پر امریکی حملوں کی وجہ سے بے چینی کا شکار رہتے تھے۔جب بھی کوئی ایسی خبر سنتے تو پریشانی میں رونا شروع کر دیتے تھے۔اس پریشانی میں 13 اکتوبر 2001 رات تین بجے ان کی طبیعت خراب ہو گی جب اپ کو ہسپتال پہنچایا گیا۔خون کی گردش تیز ہونے کی وجہ سے دماغ کی شریان پھٹ گئی جو موصوف کی موت کا سبب بنی[43]۔اناللہ واناالیہ راجعون .اللہ تعالی مرحوم کے درجات بلند فرمائے اورانکی جملہ کاوشوں پر اجر عظیم عطا فرمائے-

---

حوالہ جات

[1]رانا، محمد اسلم، "ماہ بدولت کے بارے میں "ماہنامہ المذاہب،لاہور، ایڈیٹر محمد اسلم رانا،اکتوبر، 1989، ج،2,ش،3،ص،6

[2]رانا، محمد اسلم، "ماہ بدولت کے بارے میں "ماہنامہ المذاہب،لاہور، ایڈیٹر محمد اسلم رانا،اکتوبر، 1989، ج،2,ش،3،ص،7

[3]۔ماہنامہ المذاہب،لاہور،،اکتوبر،1989، ج،1،ش،10،ص،4

[4]رانا، محمد اسلم، "ماہ بدولت کے بارے میں "ماہنامہ المذاہب،لاہور، ایڈیٹر محمد اسلم رانا،اکتوبر، 1989، ج،2،ش،10،ص،8

[5]رانا، محمد اسلم، "ماہ بدولت کے بارے میں "ماہنامہ المذاہب،لاہور، ایڈیٹر محمد اسلم رانا،اکتوبر، 1989، ج،1،ش،10،ص،4

[6]رانا، محمد اسلم، "ماہ بدولت کے بارے میں "ماہنامہ المذاہب،لاہور، ایڈیٹر محمد اسلم رانا،اکتوبر، 1989، ج،1،ش،10،ص،5

[7]رانا، محمد اسلم، "ماہ بدولت کے بارے میں "ماہنامہ المذاہب،لاہور، ایڈیٹر محمد اسلم رانا،ااگست، 1999، ج،11،ش،11،ص،9

[8] رانا، محمد اسلم، "ماہ بدولت کے بارے میں" ماہنامہ المذاہب، لاہور، ایڈیٹر محمد اسلم رانا، اکتوبر، 1997، ج،8، ش،8، ص،4

[9] رانا، محمد اسلم، "ماہ بدولت کے بارے میں" ماہنامہ المذاہب، لاہور، ایڈیٹر محمد اسلم رانا، اکتوبر، 1991، ج،5، ش،2، ص،27

[10] رانا، محمد اسلم، "ماہ بدولت کے بارے میں" ماہنامہ المذاہب، لاہور، ایڈیٹر محمد اسلم رانا، اکتوبر، 1991، ج،5، ش،2، ص،28

[11] رانا، محمد اسلم، "ماہ بدولت کے بارے میں" ماہنامہ المذاہب، لاہور، ایڈیٹر محمد اسلم رانا، اکتوبر، 1989، ج،2، ش،3، ص،9

[12] رانا، محمد اسلم، "ماہ بدولت کے بارے میں" ماہنامہ المذاہب، لاہور، ایڈیٹر محمد اسلم رانا، اکتوبر، 1999، ج،2، ش،2، ص،17

[13] رانا، محمد اسلم، "ماہ بدولت کے بارے میں" ماہنامہ المذاہب، لاہور، ایڈیٹر محمد اسلم رانا، اکتوبر، 1999، ج،2، ش،2، ص،17

[14] رانا، محمد اسلم، "ماہ بدولت کے بارے میں" ماہنامہ المذاہب، لاہور، ایڈیٹر محمد اسلم رانا، ااگست، 1993، ج،5، ش،5، ص،27

[15] رانا، محمد اسلم، "ماہ بدولت کے بارے میں" ماہنامہ المذاہب، لاہور، ایڈیٹر محمد اسلم رانا، ااگست، 1993، ج،5، ش،5، ص،28

[16] رانا، محمد اسلم، "ماہ بدولت کے بارے میں" ماہنامہ المذاہب، لاہور، ایڈیٹر محمد اسلم رانا، فروری، 1997، ج،9، ش،3، ص،25

[17] رانا، محمد اسلم، "ماہ بدولت کے بارے میں" ماہنامہ المذاہب، لاہور، ایڈیٹر محمد اسلم رانا، اکتوبر، 1998، ج،2، ش،22، ص،2

[18] رانا، محمد اسلم، "ماہ بدولت کے بارے میں" ماہنامہ المذاہب، لاہور، ایڈیٹر محمد اسلم رانا، اکتوبر، 1998، ج،2، ش،22، ص،2

[19]رانا، محمد اسلم، "دعوت نامہ تدریس" ماہنامہ المذاہب، لاہور، ایڈیٹر محمد اسلم رانا، اپریل، 1994، ج،6، ش،4، ص،26

[20]رانا، محمد اسلم، "دعوت نامہ تدریس" ماہنامہ المذاہب، لاہور، ایڈیٹر محمد اسلم رانا، اپریل، 1994، ج،6، ش،4، ص،4

[21]رانا، محمد اسلم، "دعوت نامہ تدریس" ماہنامہ المذاہب، لاہور، ایڈیٹر محمد اسلم رانا، اپریل، 1994، ج،6، ش،4، ص،4

[22]رانا، محمد اسلم، "دعوت نامہ تدریس" ماہنامہ المذاہب، لاہور، ایڈیٹر محمد اسلم رانا، اپریل، 1994، ج،6، ش،4، ص،4

[23]رانا، محمد اسلم، "دعوت نامہ تدریس" ماہنامہ المذاہب، لاہور، ایڈیٹر محمد اسلم رانا، اپریل، 1994، ج،6، ش،4، ص،4

[24]رانا، محمد اسلم، "م پروفیسر محمد اسلم رانا کا اعزاز" ماہنامہ المذاہب، لاہور، ایڈیٹر محمد اسلم رانا، اپریل، 1994، ج،6، ش،4، ص،26

[25]رانا، محمد اسلم، "م پروفیسر محمد اسلم رانا کا اعزاز" ماہنامہ المذاہب، لاہور، ایڈیٹر محمد اسلم رانا، اپریل، 1994، ج،6، ش،4، ص،26

[26]رانا، محمد اسلم، "م پروفیسر محمد اسلم رانا کا اعزاز" ماہنامہ المذاہب، لاہور، ایڈیٹر محمد اسلم رانا، اپریل، 1994، ج،6، ش،4، ص،26

[27]رانا، محمد اسلم، "م تاثرات" ماہنامہ المذاہب، لاہور، ایڈیٹر محمد اسلم رانا، جون، 1994، ج،4، ش،6، ص،6

[28]رانا، محمد اسلم، "م تاثرات" ماہنامہ المذاہب، لاہور، ایڈیٹر محمد اسلم رانا، جون، 1994، ج،4، ش،6، ص،6

[29]رانا، محمد اسلم، "مبارک باد گولڈ میڈل" ماہنامہ المذاہب، لاہور، ایڈیٹر محمد اسلم رانا، فروری، 1996، ج،8، ش،2، ص،9

[30]رانا، محمد اسلم، "تاثرات" ماہنامہ المذاہب، لاہور، ایڈیٹر محمد اسلم رانا، مارچ، 1998، ج،4، ش،6، ص،4

[31]رانا، محمد اسلم، "ماہ بدولت کے بارے میں" ماہنامہ المذاہب، لاہور، ایڈیٹر محمد اسلم رانا، اپریل، 1996، ج،8، ش،4، ص،12

[32]رانا، محمد اسلم، "سفر برطانیہ کی ایک جھلک ماہنامہ المذاہب، لاہور، ایڈیٹر محمد اسلم رانا، اکتوبر، 1997، ج،9، ش،5، ص،14

[33]رانا، محمد اسلم، "سفر برطانیہ کی ایک جھلک ماہنامہ المذاہب، لاہور، ایڈیٹر محمد اسلم رانا، اکتوبر، 1997، ج،9، ش،5، ص،14

[34]رانا، محمد اسلم، "ماہ بدولت کے بارے میں" ماہنامہ المذاہب، لاہور، ایڈیٹر محمد اسلم رانا، جنوری، 1994، ج،1، ش،10، ص،4

[35]رانا، محمد اسلم، "ماہ بدولت کے بارے میں" ماہنامہ المذاہب، لاہور، ایڈیٹر محمد اسلم رانا، اکتوبر، 1989، ج،1، ش،10، ص،4

[36]رانا، محمد اسلم، "ماہ بدولت کے بارے میں" ماہنامہ المذاہب، لاہور، ایڈیٹر محمد اسلم رانا، اپریل، 1994، ج،6، ش،4، ص،28

[37]رانا، محمد اسلم، "ماہ بدولت کے بارے میں" ماہنامہ المذاہب، لاہور، ایڈیٹر محمد اسلم رانا، جنوری، 1999، ج،11، ش،01، ص،9

[38]رانا، محمد اسلم، "شخصیات سے ملاقات" ماہنامہ المذاہب، لاہور، ایڈیٹر محمد اسلم رانا، اپریل، 1998، ج،10، ش،4، ص،26

[39]رانا، محمد اسلم، "شخصیات سے ملاقات" ماہنامہ المذاہب، لاہور، ایڈیٹر محمد اسلم رانا، اکتوبر، 1999، ج،11، ش،11، ص،7

[40]رانا، محمد اسلم، "ماہ بدولت کے بارے میں"، لاہور، ماہنامہ المذاہب، لاہور، ایڈیٹر محمد اسلم رانا، جون، 1995، ج،7، ش،6، ص،5

[41]رانا، محمد اسلم، "مسلم ہیومن رائٹس سوسائٹی کی فکری نشست"، لاہور، ماہنامہ المذاہب، لاہور، ایڈیٹر محمد اسلم رانا ، جون، 1995، ج،7، ش،6، ص،5

[42]رانا، محمد اسلم، "مسلم ہیومن رائٹس سوسائٹی کی فکری نشست"، لاہور، ماہنامہ المذاہب، لاہور، ایڈیٹر محمد اسلم رانا ، جون، 199، ج،7، ش،6، ص،5

[43]رانا، محمد اسلم، "ماہ بدولت سے ملیے" ماہنامہ المذاہب، لاہور، ایڈیٹر محمد اسلم رانا، ستمبر، 2001، ج،5، ش،5، ص،5